637

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۳۵ | ۲۰ ماہ احسان ۱۳۲۶ ھش | ۲۹ رجب ۱۳۶۶ ھ | ۲۰ جون ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۴۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۹ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۵ بجے شام کی اطلاع منظہر ہے۔ کہ تاحال کان کی تکلیف رفع نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

"شیر پنجاب" کی تنقید کا مخلصانہ جواب

سکھ صاحبان آخر کب آنکھیں کھولینگے؟

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

میرے مضمون "خالصہ ہوشیار باش" کے جواب میں جو اردو اور انگریزی اور گورمکھی تینوں زبانوں میں شائع ہو کر پنجاب کے طول و عرض میں وسیع طور پر پھیلایا جا چکا ہے۔ لاہور کے مشہور سکھ اخبار "شیر پنجاب" نے اپنی اشاعت مورخہ پندرہ جون ۱۹۴۷ء کے صٹ و صٹ پر ایک ایڈیٹوریل میں مفصل جرح کی ہے۔ معقول اور باوقار جرح ایک قابل قدر چیز ہے جس سے ملک میں صحیح خیالات کے قائم کرنے اور پھیلانے میں بھاری مدد ملتی ہے۔ اور مجھے خوشی ہے کہ "شیر پنجاب" کے ایڈیٹر صاحب نے اپنی جرح میں کوئی نازیبا طریق اختیار نہیں کیا۔ اور ملک کی موجودہ ناگوار فضا کے باوجود اپنی جرح کو معقولیت اور شائستگی کی حد کے اندر اندر رکھا ہے۔ جو یقیناً ایک قابل تعریف کوشش اور آئندہ کے لئے ایک خوشکن علامت ہے۔ بہرحال "شیر پنجاب" کی جرح کے جواب میں اس جگہ چند اصولی باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

میرا مضمون "خالصہ ہوشیار باش" موجودہ سکھ سیاست کے تمام پہلوؤں سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس مضمون میں سکھ صاحبان سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ وہ اپنی موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کر کے ملک کی بلکہ خود اپنی قوم کی بہتری کے لئے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھائیں۔ اور پنجاب کو تقسیم ہونے سے بچانے کی کوشش کریں۔ جس کا سب سے زیادہ نقصان خود سکھوں کو ہی پہنچنے والا ہے۔ جو دو حصوں میں بٹ کر اور دونوں حصوں میں ایک تیسرے درجہ کی کمزور اقلیت رہتے ہوئے اپنی موجودہ طاقت کو بہت بری طرح کھو دیں گے۔ اس وقت پنجاب کے سکھ (اور سکھ عملاً پنجاب ہی میں محدود ہیں) ساڑھے سینتیس لاکھ کی ایک مضبوط اور متحد طاقت ہیں۔ جس کا سارا زور ایک نقطہ پر جمع ہے۔ مگر پنجاب کی مجوزہ تقسیم کے بعد وہ قریباً دو برابر حصوں میں بٹ جائینگے۔ اور دونوں میں تیسرے درجہ کی اقلیت رہیں گے۔ جس کے ایک حصہ میں مسلمانوں کا غلبہ ہوگا۔ اور نمبر ۲ پر ہندو ہوں گے۔ اور دوسرے حصہ میں ہندوؤں کا غلبہ ہوگا۔ اور نمبر ۲ پر مسلمان ہوں گے۔ کیا دنیا کی کوئی سمجھدار قوم سیاست کے کسی تسلیم شدہ اصول کے مطابق اس قسم کی حالت پر تسلی پا سکتی ہے مانا کہ اس وقت عارضی طور پر ہندوؤں کے ساتھ سکھوں کا سمجھوتہ ہے۔ مگر قطع نظر اس کے کہ اس سمجھوتہ کی تفصیل کیا ہے۔ اور وہ سکھوں کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ کیا اس قسم کے وقتی اور عارضی سمجھوتہ کی بناء پر جو کل کو ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ جس طرح کہ آج سے پہلے کئی دفعہ ٹوٹ چکا ہے۔ سکھ قوم کے دوربین سیاستدان اپنی قوم کی متحدہ طاقت کو دو حصوں میں بانٹ کر تباہ کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟ اور پھر اگر کسی دوسری قوم کے ساتھ سمجھوتہ ہی کرنا ہے۔ تو کیوں نہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا جائے۔ جن کے ساتھ ہندوؤں کے مقابلہ پر سکھوں کا مذہبی عقائد اور تہذیب و تمدن اور اقتصادی وسائل اور فوجی روایات میں بھاری اشتراک پایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ میں نے اپنے اس مضمون میں اور بھی بہت سی باتیں لکھی تھیں۔ جن کی اس جگہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

میرے اس ہمدردانہ مشورہ کے جواب میں ایڈیٹر صاحب "شیر پنجاب" نے دوسری باتوں کو نظر انداز کر کے دو باتوں پر خاص زور دیا ہے۔ **اول** یہ کہ موجودہ فسادات میں مسلمانوں نے جو ظلم سکھوں پر کئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کے سمجھوتہ کے منافی ہیں۔ اور سکھوں کے دلوں میں اعتماد پیدا نہیں ہونے دیتے۔ دوسرے یہ کہ بے شک پنجاب کی موجودہ تقسیم میں سکھوں کا بھاری نقصان ہے۔ مگر ان کے لئے موجودہ حالات میں اسکے سوا چارہ نہیں کہ اس نقصان کو برداشت کر کے بھی اپنے آپکو مسلمانوں کے مظالم کے خلاف وقتی طور پر محفوظ کر لیں۔ اور پھر بقول ایڈیٹر صاحب "شیر پنجاب" گویا زیادہ منظم ہو کر اور زیادہ طاقت پیدا کر کے اپنے کھوئے ہوئے حقوق کو واپس حاصل کریں۔ ٹھیک جس طرح پیغمبر اسلام نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں پناہ لی تھی۔ اور پھر اپنی طاقت کو زیادہ

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضبوط کر کے مکہ کو دوبارہ فتح کیا تھا۔ اسی ضمن میں شیر پنجاب نے احمدیہ جماعت کو وہ مظالم بھی یاد دلائے ہیں جو مسلمانوں کی طرف سے ان پر کئے جاتے رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ لطیفہ کے طور پر یہ طعنہ بھی دیا ہے کہ تم لوگ بے شک اپنے زخموں کو کسی قدر پرانا ہونے کی وجہ سے بھول چکے ہو گے۔ مگر ہم لوگ اپنے تازہ اور گہرے زخم ایسی جلدی نہیں بھلا سکتے۔

شیر پنجاب کے ان دو اعتراضوں کے اندر جو درد و الم کا عنصر جھلک رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہر شریف انسان اصولاً ہمدردی محسوس کریگا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ گہرے اور ٹھنڈے مطالعہ کے نتیجہ میں ان اعتراضوں کی منطق ہرگز قابل قبول نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور اگر ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب میرے مضمون کا ذرا زیادہ غور سے مطالعہ فرماتے۔ تو اس کے اندر ہی کم از کم ان کے پہلے اعتراض کا کافی و شافی جواب موجود تھا۔ مثلاً اپنے مضمون میں مسلمانوں کے مظالم کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ:-

"کہا جا سکتا ہے کہ گذشتہ فسادات میں سکھوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے انہیں مسلمانوں پر اعتبار نہیں رہا۔ میں گذشتہ اڑھائی ماہ کی تلخ تاریخ میں نہیں جانا چاہتا۔ مگر اس حقیقت سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ کہ سب جگہ مسلمانوں کی طرف سے پہل نہیں ہوئی اور زیادہ ذمہ واری لازماً پہل کرنے والے پر ہی ہوا کرتی ہے۔ اور اس قسم کے فسادات تو جنگل کی آگ کا رنگ رکھتے ہیں۔ جو ایک جگہ سے شروع ہو کر سب حصوں میں پھیل جاتی ہے۔ اور خواہ اس آگ کا لگانے والا کوئی ہو۔ بعد کے شعلے بلا امتیاز سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتے ہیں۔ میں اس دعویٰ کی ذمہ واری نہیں لے سکتا۔ کہ مسلمانوں نے کسی جگہ بھی زیادتی نہیں کی۔ لیکن کیا سکھ صاحبان یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ سکھوں نے بھی کسی جگہ زیادتی نہیں کی۔ امرتسر میں چوک پراگ داس وغیرہ کے واقعات لوگوں کے سامنے ہیں۔ اور پھر کئی جگہ بعض بے اصول ہندوؤں نے تیلی لگا کر سکھوں اور مسلمانوں کو آگے کر دیا ہے۔ اور بالآخر کیا سکھوں کے موجودہ حلیفوں نے بہار کے ہزارہا کمزور اور بے بس مسلمانوں پر وہ قیامت برپا نہیں کی تھی۔ جس کی تباہی اور قتل و غارت کو نہ پنجاب پہنچ سکتا ہے اور نہ نواکھلی اور نہ کوئی اور علاقہ۔ پس اگر گلے شکوے کرنے لگو۔ تو دونوں قوموں کی زبانیں کھل سکتی ہیں۔ اور اگر ملک کی بہتری کی خاطر "معاف کر دو اور بھول جاؤ" کی پالیسی اختیار کرنا چاہو تو اس کے لئے بھی دونوں قوموں کے واسطے اچھے اخلاق کے مظاہرے کا رستہ کھلا ہے۔ ...... انتقام کی کڑی ہمیشہ صرف جرأت کے ساتھ اور عفو اور درگذر کے عزم کے نتیجہ میں ہی توڑی جا سکتی ہے۔ ورنہ یہ ایک دلدل ہے۔ جس میں سے اگر ایک پاؤں پر زور دیکر اسے باہر نکالا جائے۔ تو دوسرا پاؤں اور بھی گہرا دھس جاتا ہے۔ پس اگر ملک کی بہتری چاہتے ہو۔ تو مسلمان بہار اور گڑھ مکتیسر کو بھلانا ہو گا۔ اور ہندو اور سکھ کو نواکھلی اور پنجاب کو بھلانا ہو گا۔"

مکرم ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب! کیا میرے اس نوٹ میں آپ کے اعتراض کا اصولی جواب پہلے سے نہیں آ چکا؟ ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ کہ آپ اس سوال کو وقتی غصہ کے جذبات سے بالا ہو کر ملک و قوم کی مستقل بہتری کی روشنی میں مطالعہ کرنے کی کوشش کریں۔ کسی نے پر اسنے زمانے میں کہا تھا۔ کہ:-

"میں مدہوش فلپس کے خلاف ہوش مند فلپس کے سامنے اپیل کرتا ہوں۔"

پس افراد کی طرح قوموں پر بھی مختلف حالتیں آ سکتی ہیں۔ ایک وہ جبکہ وہ کسی وقت غصہ اور انتقام کے جوش میں مدہوش ہو کر اپنے نفع اور نقصان کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہو۔ اور دوسرے وہ جبکہ وہ اپنے غصہ کو قابو میں لا کر ہر چیز کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھ سکے۔ اور اپنے نفع اور نقصان کا صحیح جائزہ لے سکنے کے قابل ہو۔ میں اپنے صوبہ کی نامور خالصہ قوم اور اپنے ملک کی مٹی سے پیدا شدہ سکھ جاتی سے درد بھری اپیل کرتا ہوں۔ کہ وقت بہت نازک ہے اور بہت تنگ وہ اپنے وقتی جوشوں اور غصوں کو قابو میں لا کر اپنی قوم اور اپنے ملک کے مستقل فائدہ کی طرف نظر ڈالیں۔ اور اس فطری جوہر کو بیدار کر کے جو ہمارے آسمانی آقا نے ہر فرد اور ہر قوم میں پیدا کر رکھا ہے۔ ہوش اور دور بینی کی آنکھوں سے اپنے نفع نقصان کو دیکھیں۔ بہت سی مشترک باتوں کی وجہ سے جن کی تفصیل میں اپنے سابقہ مضمون میں بیان کر چکا ہوں۔ سکھوں اور مسلمانوں کا جوڑ ایک طبعی پیوند کا رنگ رکھتا ہے۔ جو کبھی بھی سکھوں اور ہندوؤں کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ میں نے سکھوں اور مسلمانوں کے مشترک مفاد کی تشریح کرنے کے بعد لکھا تھا کہ:-

"دیکھو ہر زخم کے لئے خدا نے ایک مرہم پیدا کی ہے۔ اور قومی زخم بھی بھلانے سے بھلائے جا سکتے ہیں۔ مگر غیر فطری جوڑ کبھی بھی پائیدار ثابت نہیں ہوا کرتے۔ اگر ایک آم کے درخت کی شاخ نے دوسرے آم کے درخت کی شاخ کے ساتھ ٹکرا کر اسے توڑا ہے۔ تو بے شک یہ ایک زخم ہے جسے مرہم کی ضرورت ہے۔ مگر یہ حقیقت پھر بھی قائم رہے گی۔ کہ جہاں پیوند کا سوال ہو گا۔ آم کا پیوند بہر حال آم کے ساتھ ہی ملیگا۔ دو لڑنے والے بھائی لڑائی کے باوجود بھی بھائی رہتے ہیں۔ مگر دو غیر آدمی جن کے اندر بہت کم چیزوں میں اشتراک ہو عارضی دوستی کے باوجود بھی ایک نہیں سمجھے جا سکتے۔"

پنجاب میں بیشمار ایسے گاؤں موجود ہیں۔ (اور اگر ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب قادیان تشریف لائیں۔ تو میں انہیں خود اپنے علاقہ میں یہ نظارہ دکھا سکتا ہوں) کہ جہاں ایک ہی گاؤں کی دو پتیوں میں سے ایک میں سکھ جاٹ آباد ہیں اور دوسری میں مسلمان جاٹ اور دونوں ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم اور ایک ہی گوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کے رہنے سہنے کا طریق بھی بالکل ایک ہے۔ گویا دو رشتہ دار ہیں جو پہلو بہ پہلو بس رہے ہیں۔ اور وہ سارے معاملات میں باہم مشورہ اور ملاپ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس قسم کے نظارے ایک خالی فلسفہ نہیں ہیں۔ بلکہ زندگی کی جیتی جاگتی تصویر کا حصہ ہیں۔ اور کوئی غیر متعصب سمجھدار شخص انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ بے شک رہتک وغیرہ میں ہندو جاٹ بھی آباد ہیں۔ جو نسلاً تو ضرور جاٹ ہیں۔ مگر مذہباً سکھ نہیں بلکہ ہندو ہیں لیکن جو ناطہ اور جو جوڑ وسطی پنجاب کے سکھ جاٹوں اور مسلمان جاٹوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی وسطی پنجاب کے سکھ جاٹوں اور رہتک کے ہندو جاٹوں کے درمیان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ جو فطری جوڑ وسطی پنجاب کے غیر جاٹ مسلمان زمینداروں اور سکھ جاٹوں کے درمیان نظر آتا ہے وہ بھی وسطی پنجاب کے سکھ جاٹوں اور رہتک کے ہندو جاٹوں کے درمیان نظر نہیں آتا۔ یہ وہ ٹھوس حقائق ہیں۔ جن کا کوئی عقلمند شخص انکار نہیں کر سکتا۔

اس کے علاوہ میں نے لکھا تھا۔ کہ اپنی قوم کا جو حصہ سکھ لوگ مغربی اور وسطی پنجاب میں چھوڑ رہے ہیں۔ وہ ان کی قوم کا بہترین حصہ ہے۔ جسے انگریزی میں کسی قوم کا فلاور (Flower) یعنی پھول کہتے ہیں۔ قد و قامت میں جسمانی طاقت میں۔ دماغی طاقت میں۔ طبیعت کی فیاضی میں۔ تعلیم میں زمیندارہ میں۔ تجارت میں یہ حصہ سکھ قوم کی چوٹی کا حصہ ہے۔ اسے پیچھے چھوڑ کر اور مشرقی پنجاب میں اپنے آدھے دھڑ کے لئے ہندوؤں کا سہارا لیکر جن کے ساتھ ان کا کوئی طبعی جوڑ نہیں۔ سکھ لوگ کیا کریں گے۔ میں تکلف سے نہیں کہتا۔ بلکہ دل کی گہرائیوں سے کہتا ہوں کہ وقت نازک ہے اور بہت نازک۔ اے خالصہ قوم آنکھیں کھول کہ تیرے سر پر سیاہ بادلوں کی ٹکریاں شگوفی کے انداز میں منڈلا رہی ہیں۔

باقی رہا شیر پنجاب کا یہ کہنا کہ بانئ اسلام نے بھی مکہ سے ہجرت کی تھی اور بالآخر مدینہ میں طاقت پکڑ کر مکہ کو دوبارہ فتح کیا تھا۔ اور اب پنجاب کے سکھ لوگ بھی یہی کرینگے کہ مشرقی پنجاب میں طاقت پکڑ کر پھر مغربی پنجاب پر غلبہ پالیں گے۔ سو یہ ایک محض دل کو خوش کرنے والی بات ہے جس کے اندر کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اول تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت عوام الناس کے ایک طبقہ کے شور کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ مکہ کی ساری قوم (مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ جوان۔ لیڈر اور عوام) آپ کے خلاف ایک متحدہ سازش کے نتیجہ میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اور ہر شخص اس باغیانہ اعلان میں شامل تھا۔ کہ ہم اسلام اور اس کے بانی کو مٹا کر چھوڑینگے۔ مگر یہاں کے فسادات (قطع نظر اس کے کہ پہل کس کی طرف سے ہوئی ہے) صرف عوام کے ایک قلیل طبقہ تک محدود رہے ہیں۔ جس کے خلاف مسلمان لیڈروں کا ہر حصہ کھلے اور واضح الفاظ میں نفرت اور بیزاری کا اظہار کر چکا ہے۔

638
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اس اظہار کے ساتھ ساتھ وہ سکھ قوم کو تعاون اور صلح کی دعوت بھی دے رہا ہے۔ ان حالات میں سکھوں کی موجودہ حالت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حالات پر قیاس کرنا جبکہ خود مکہ کے لیڈر اسلام کی مخالفت میں آگے آگے تھے ایک ایسا قیاس ہے جس کے ساتھ کوئی غیر متعصب شخص جو ٹھنڈے دل سے اس سوال پر نظر ڈالنے کے لئے تیار ہو کبھی اتفاق نہیں کر سکتا۔ عوام الناس کے ایک محدود طبقہ کے وقتی اور محدود ابال کو جو وہ بھی دراصل ملک کے ایک اور حصہ کی صدائے بازگشت تھی اس منظم اور مسلسل اور وسیع اور ساری قوم پر پھیلی ہوئی مخالفت پر قیاس کرنا جس سے مقدس بانیٔ اسلام کو دوچار ہونا پڑا میرے لئے انتہائی حیرت کا موجب ہے۔ مگر میں اسے بھی اس عارضی اعصابی ہیجان کا ایک حصہ قرار دیتا ہوں۔ جس میں اس وقت سکھ قوم اپنے وقتی جوش و خروش کے عالم میں مبتلا ہے۔

اسی سوال کے دوران میں "شیر پنجاب" نے جو یہ بات لکھی ہے۔ کہ بانیٔ اسلام کی طرح سکھ قوم بھی کسی دن اپنے دشمن کو فتح کریگی۔ سو ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب مجھے معاف کریں۔ یہ خیال بھی ایک ہوائی خواہش بلکہ ایک ناپاک خواہش سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جب دو قومیں ایک باقاعدہ سمجھوتہ کے نتیجہ میں ایک دوسرے سے الگ ہو رہی ہیں۔ تو پھر ابھی سے ایک قوم کا دوسری قوم کے متعلق یہ اعلان کرنا کہ وہ اسے بعد میں فتح کر کے مغلوب کرے گی ہرگز دیانتداری اور شرافت کا اعلان نہیں سمجھا جا سکتا آنحضرت صلعم کفار کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کر کے الگ نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان کے مظالم سے تنگ آ کر اور ان کی وسیع سازشوں کا شکار ہو کر اپنے شہر سے خفیہ طور پر نکل جانے پر مجبور ہوئے تھے۔ بلکہ حقیقۃً اپنے شہر سے نکالے گئے تھے۔ اور اس کے بعد بھی دشمن قوم نے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن یہاں ایک قوم ایک تیسری قوم کے ذریعہ سے جو اس وقت ملک میں حاکم ہے۔ ایک دوسری قوم کے ساتھ ایک باقاعدہ سیاسی سمجھوتہ کے نتیجہ میں خود اپنے آپ کو دو حصوں میں بانٹ کر علیحدہ کر رہی ہے۔ بے شک ایسی صورت میں بھی ان کے لئے اپنے عہد و پیمان کو توڑ کر ہر وقت مسلمان علاقہ پر حملہ آور ہونے کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر کیا ایسے ظالمانہ اور غدارانہ حملہ کو خدا کی طرف سے وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے۔ جو اسلام کے مقدس بانی کو ہر جہت سے مظلوم ہونے کی صورت میں حاصل ہوئی۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پھر ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب اس بات کو بھی بھولے ہوئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم خدا کے ایک نبی تھے۔ اور اپنے نبیوں کے متعلق خدا کا یہ ازلی قانون ہے۔ کہ جب تک وہ اپنے وطن میں امن کی حالت میں رہتے ہیں۔ وہ ایک بیج کا حکم رکھتے ہیں۔ جو زمین سے پھوٹ کر آہستہ آہستہ ایک بڑا درخت بنتا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان کی قوم ان کو اپنے ظلموں کی چکی میں پیس کر وطن سے بے وطن ہونے پر مجبور کر دے۔ تو پھر یہی بیج ایک ایٹم بمب کی صورت اختیار کر کے ان کے دشمنوں پر گرتا اور انہیں تباہ برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ اور اس تباہی کے نتیجہ میں ان کے واسطے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہو جاتا ہے۔ سکھوں میں بھی اگر خدا کے ہاتھ کا بنایا ہوا کوئی ایٹم بمب موجود ہے تو مجھے اس کا علم نہیں۔ ورنہ سکھ صاحبان یاد رکھیں۔ کہ وہ ہرگز نبیوں والے قانون کے نیچے نہیں آ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں وہ ان عہد شکنوں کے قانون کے نیچے آئینگے۔ جو ایک باقاعدہ سمجھوتہ کے نتیجہ میں علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور پھر بھی دل میں بدعہدی کے خیالات رکھ کر حملہ کی سکیم سوچتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اگر سکھ لوگ علیحدہ ہو کر منظم اور مضبوط ہونگے تو کیا مسلمان جو اس وقت بھی صرف مغربی پاکستان میں سکھوں سے قریباً آٹھ گنے زیادہ ہیں۔ اپنی موجودہ حالت میں ہی بیٹھے رہیں گے۔ اور تعداد اور تنظیم اور طاقت اور سامان وغیرہ میں کوئی ترقی نہیں کرینگے۔ مکرمی ایڈیٹر صاحب اپنے اس خیالی بہشت سے نکل کر ذرا حقیقت کے میدان میں تشریف لائیے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ قوموں کی خواہیں محض دل کی خواہش کے نتیجہ میں پوری نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ یا تو ان کے پیچھے زبردست روحانی اسباب کارگر ہوا کرتے ہیں۔ اور یا انہیں ایسے ٹھوس مادی اسباب کا سہارا حاصل ہوتا ہے۔ جن کی حقیقت کو دنیا تسلیم کرتی ہے۔ آپ فرمائیں کہ آپ کے پاس ان دونوں قسم کے اسباب میں سے کونسی قسم کا سہارا موجود ہے؟ ہاں بے شک اس وقت ہندوؤں کا سہارا آپ کو ضرور حاصل ہے۔ مگر آپ خود سوچیں کہ یہ سہارا کب تک قائم رہ سکتا ہے۔ آخر آپ کی اپنی قوم کی گذشتہ تاریخ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں یہ باتیں خالص ہمدردی کے خیال سے عرض کر رہا ہوں۔ انہیں بُرا نہ مانیں۔ اور ٹھنڈے دل سے سوچ کر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں

ایڈیٹر صاحب "شیر پنجاب" نے احمدیہ جماعت کو بھی ہوشیار کیا ہے۔ کہ وہ ان ظلموں کو یاد کریں۔ جو گذشتہ زمانہ میں مسلمان ان پر کرتے رہے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا ایک حصہ احمدیوں کی مخالفت میں پیش پیش رہا ہے۔ اور ہمیں اپنی تلخ آپ بیتی بھولی نہیں۔ بلکہ وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہری ورق ہے۔ جس نے ہمیں قومی بیداری اور تنظیم کے بہت سے سبق سکھائے ہیں۔ مگر باوجود اس کے مجھے افسوس ہے کہ آپ کا یہ داؤ ہم پر نہیں چل سکتا۔ کیونکہ ہماری گھٹی میں یہ تعلیم پڑی ہوئی ہے۔ کہ مخالفت میں فرد کی طرف نہ دیکھو بلکہ اصول کی طرف دیکھو۔ اور دشمنی انسانوں کے ساتھ بھی نہ رکھو۔ بلکہ صرف برے خیالات کے ساتھ رکھو۔ کیونکہ کل کو یہی مخالف لوگ اچھے خیالات اختیار کر کے دوست بن سکتے ہیں۔ چنانچہ احمدیوں کا یہ بڑا زبردست حصہ دوسرے مسلمانوں میں سے ہی نکل کر آیا ہے۔ پس اگر گذشتہ زمانہ میں کسی نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ تو اس وقت ہم اسکے ظلم کو حوالہ بخدا کر کے صرف یہ دیکھینگے کہ انصاف کا تقاضا کیا ہے۔ اور افراد کے متعلق ہم بہرحال عفو اور رحم کے عنصر کو مقدم کرینگے۔ میرا یہ خیال آپ کے اعتراض کے جواب میں گھڑا نہیں گیا۔ بلکہ جب ۱۹۳۹ء میں میں نے سلسلہ احمدیہ کے حالات میں ایک کتاب لکھی۔ تو اس وقت بھی بعض غیر احمدی مسلمانوں کے مظالم کا ذکر کر کے احمدیوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ جب خدا انہیں طاقت عطا کرے۔ تو وہ اپنے گذرے ہوئے مخالفوں کے ظلموں کو یاد کر کے اپنی طبیعت میں غصہ نہ پیدا ہونے دیں بلکہ عفو اور رحم سے کام لیں۔ چنانچہ میرے الفاظ یہ تھے۔

"ہم اپنی آنے والی نسلوں کو بھی یہی کہتے ہیں۔ ہاں وہی نسلیں جن کے سروں پر بادشاہی کے تاج رکھے جائینگے۔ کہ جب تمہیں خدا دنیا میں طاقت دے۔ اور تم اپنے مخالفوں کا سر کچلنے کا موقعہ پاؤ۔ اور تمہارے ہاتھ کو کوئی انسانی طاقت روکنے والی نہ ہو۔ تو تم اپنے گذرے ہوئے دشمنوں کے ظلموں کو یاد کر کے اپنے خونوں میں جوش نہ پیدا ہونے دینا اور ہمارے اس کمزوری کے زمانہ کی لاج رکھنا۔ تا لوگ یہ نہ کہیں کہ جب یہ کمزور تھے تو اپنے مخالفوں کے سامنے دب کر رہے۔ اور جب طاقت پائی تو انتقام کے ہاتھ کو لمبا کر دیا۔ بلکہ تم اس وقت بھی صبر سے کام لینا اور اپنے انتقام کو خدا پر چھوڑنا کیونکہ وہی اس بات کو بہتر سمجھتا ہے کہ کہاں انتقام ہونا چاہیئے۔ اور کہاں عفو اور درگذر بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ تم اپنے ظالموں کی اولادوں کو معاف کرنا اور ان سے نرمی اور احسان کا سلوک کرنا کیونکہ تمہارے مقدس آقا نے یہی کہا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

بلکہ مسلمانوں پر ہی حصر نہیں۔ تم ہر قوم کے ساتھ عفو اور نرمی اور احسان کا سلوک کرنا اور ان کو اپنے اخلاق اور محبت کا شکار بنانا۔ کیونکہ تم دنیا میں خدا کی آخری جماعت ہو۔ اور جس قوم کو تم نے ٹھکرا دیا۔ اس کے لئے کوئی اور ٹھکانا نہیں ہوگا۔ اے زمین اور اے آسمان گواہ رہو کہ ہم نے اپنی آنے والی نسلوں کو خدا کے سچے مسیح کی رحمت اور عفو کا پیغام پہنچا دیا۔"

(سلسلہ احمدیہ مصنفہ ۱۹۳۹ء)

کیا اس تعلیم کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی شخص یا کسی قوم کی وقتی انگیخت مسلمانوں کے خلاف جن کے ساتھ ہمارا ایک شریعت اور ایک خاتم النبیین کا دائمی رشتہ قائم ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ کسی قوم کے خلاف جس نے ہم پر کبھی کوئی ظلم کیا ہو۔ ہمارے دلوں کو مستقل طور پر میلا کر سکتی یا ہمیں انصاف کے رستہ سے ہٹا سکتی ہے؟ گذشتہ کو جانے دو۔ فرض کرو کہ آئندہ بھی کسی قوم کا ہاتھ ہمارے خلاف ظلم اور تعدی کے رنگ میں اٹھتا ہے تو بیشک خدا اور قانون ہمیں خود حفاظتی کا حق دیتے ہیں۔ مگر ہم کبھی بھی کسی فرد یا قوم کو اپنا مستقل دشمن نہیں سمجھ سکتے۔ اور دوسرے کی ہر نیک تبدیلی ہمیں اس کے مخلصانہ خیر مقدم کے لئے ہر وقت تیار پائے گی۔ پس مکرم ایڈیٹر صاحب ہمارے ظلموں کا قصہ تو آپ رہنے دیں۔ ظلم تو ہم لوگوں کو بنایا کرتے ہیں بگاڑتے نہیں۔ ہاں آپ میرے مخلصانہ مشورہ پر غور کر کے اس بات کو ضرور سوچیں۔ کہ پنجاب کی تقسیم سکھوں کو کیا دے رہی ہے۔ اور ان سے کیا لے رہی ہے۔ خدا کی دی ہوئی عقل کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے وقتی جوش و خروش کو ذرا ٹھنڈا کر کے اس خدائی ترازو میں اپنے لین دین کا حساب لگا لیجئے۔ اور پھر انصاف سے کہیئے۔ کہ کیا پنجاب کی تقسیم آپ کی قوم کے لئے کسی جہت سے بھی نفع کا سودا ہے؟ اگر ہندو کے سہارے کا خیال ہے۔ تو میری بات لکھ لیں۔ کہ یہ سہارا زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اس کے نتیجہ میں یا تو آپ اپنی آزاد ہستی کو کھو بیٹھیں گے۔ اور یا کچھ عرصہ کے بعد تنگ آکر اس سے جدا ہو جائیں گے۔ آخر ایک تاجر قوم جس کا اوڑھنا بچھونا سب کاروباری اصول کے تار و پود سے تیار شدہ ہے۔ کب تک آپ کے سمجھوتہ کو بیاج کے بغیر رہنے دیگی۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ اس بیاج کا بیلنس شیٹ آج سے چند سال بعد جا کر آپ کی آنکھوں کے سامنے آئے۔ ہم ہندوؤں کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے وطنی بھائی ہیں۔ مگر جہاں طبعی اور فطری جوڑ کا سوال ہو۔ وہاں سچی بات کہنی پڑتی ہے۔

بالآخر آپ نے اپنے مضمون میں بعض ان مظالم کی بھیانک تصویر کھینچ کر دکھائی ہے۔ جو آپ کے خیال کے مطابق بعض مسلمانوں نے بعض سکھوں پر کئے ہیں۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ بعض جگہ سکھ بچوں کو ننگا کر کے انہیں دیکھا گیا کہ آیا وہ لڑکا ہیں یا لڑکی۔ اور اگر لڑکا ہے تو مار دیا گیا۔ اور لڑکی ہوئی تو اسے اغوا کر لیا گیا۔ اگر آپ نے اس بات میں کوئی ایسی تحقیق کی ہے۔ جو ایک غیر جانبدارانہ عدالتی تحقیق کا رنگ رکھتی ہے۔ تو میں اس کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ جانیں اور آپ کا ایمان۔ ہاں اصولی طور پر میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ جو شخص بھی ظالم ہے خواہ وہ کوئی ہو۔ اس کا فعل انتہائی نفرت اور انتہائی بیزاری کے قابل ہے۔ اور جو شخص بھی مظلوم ہے خواہ وہ کوئی ہو۔ وہ ہماری دلی ہمدردی اور امداد کا مستحق ہے۔ ہمارے پیارے نبی (فداہ نفسی) نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے۔ کہ **اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا**۔ "یعنی اپنے بھائیوں کی امداد کرو۔ خواہ وہ ظالم ہوں یا مظلوم ہوں۔" اور جب صحابہؓ نے حیران ہو کر پوچھا۔ کہ یا رسول اللہؐ مظلوم کی امداد تو ہم آپ سے ہمیشہ سنتے آتے ہیں۔ مگر یہ ظالم کی امداد کے کیا معنی ہیں؟ تو آپؐ نے بے ساختہ فرمایا۔ کہ ظالم کی امداد یہ ہے۔ کہ اسے ظلم کرنے سے روکو۔ اللہ اللہ! کیا ہی پیاری تعلیم ہے۔ جو آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے ریگستان سے بلند ہوئی مگر دنیا نے اس کی قدر کو نہ پہچانا۔ اگر ہر قوم اس تعلیم پر کاربند ہو۔ تو ساری دنیا ایک دن میں جنت کا نظارہ پیش کر سکتی ہے۔ پس مکرم ایڈیٹر صاحب! اگر کسی مسلمان نے ظلم کیا ہے۔ تو ہمیں ایک منٹ کے لئے بھی اس بات میں تامل نہیں۔ کہ اس کے ظلم سے نہ صرف دلی بیزاری کا اعلان کریں۔ بلکہ جہاں تک ہماری طاقت ہو۔ اس کے ظلم کے ہاتھ کو روکیں۔ ہمارے امام نے موجودہ فسادات کے شروع میں ہی اپنی جماعت میں اعلان کر دیا تھا۔ کہ اگر تم اپنے سامنے کوئی ظلم ہوتا دیکھو۔ تو قطع نظر اس کے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون تم فوراً ایک طرف مظلوم کی امداد کو پہنچو۔ اور دوسری طرف ظالم کے ہاتھ کو روکو۔ خواہ اس کوشش میں تمہیں اپنی جان تک سے ہاتھ دھونا پڑے۔ پس اس اصولی بات کے سوا میں اس معاملہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ مجھے ان واقعات کا علم نہیں۔ لیکن اگر وہ درست ہیں۔ تو ضرور انتہائی افسوس اور انتہائی نفرت کے قابل ہے۔

آخر میں میں پھر اپنے سکھ ہم وطنوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ وقتی غصہ کو دبا کر اور عارضی جوشوں کو ٹھنڈا کر کے اپنے مستقل مفاد کے لحاظ سے پنجاب کی مجوزہ تقسیم کے متعلق غور کریں اور دیکھیں۔ کہ یہ سکیم ان کے لئے کہاں تک مفید اور کہاں تک نقصان دہ ہے۔ یہ ایک فرد یا ایک خاندان یا ایک قبیلہ کا سوال نہیں بلکہ ایک پوری قوم کا سوال ہے۔ اور پھر یہ ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا دس بیس سال کا سوال نہیں۔ بلکہ ہمیشگی کا سوال ہے۔ پس سوچو اور سمجھو اور پھر سوچو اور سمجھو۔ اور پھر اس طریق کو اختیار کرو۔ جو ایک طرف حق و انصاف پر مبنی ہو۔ اور دوسری طرف آپ کی قوم کے لئے دائمی مضبوطی اور ترقی کا رستہ کھولدے۔ اور پھر آپ لوگ ایک خدا کو ماننے والے ہیں۔ اور اسے علیم و قدیر جانتے ہیں۔ اس تاریکی کے زمانہ میں دلی کرب و درد کے ساتھ خدا سے دعائیں بھی کریں کہ قبل اس کے کہ آخری فیصلہ کا وقت آئے۔ وہ اپنے فضل و رحم سے آپ کے دلوں اور دماغوں میں وہ روشنی بھر دے جو ایک سچے اور بابرکت فیصلہ کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ ہم تو ہر حال میں خدا کے بندے ہیں اور اس کے ہر فیصلہ پر راضی۔ گو جب تک خدا کا فیصلہ جاری نہیں ہوتا۔ ہم اس خواہش کے اظہار سے رک نہیں سکتے۔ کہ کاش ہندوستان ایک رہ سکتا۔ اور کاش پنجاب اب بھی ایک رہ سکے۔ ۱۸/۶/۴۷ء

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی شدید علالت

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ نہایت نحیف اور کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب کرام درد دل سے صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی علالت

تقریباً چار سال کا عرصہ ہوا۔ کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر ضربت الشمس کا حملہ ہوا تھا۔ ان دنوں دینی امور کے انہماک کی وجہ سے آپ کو آرام کا بہت کم موقعہ ملا جس سے بیماری کلیۃً رفع نہ ہوئی۔ اور مسلسل نقاہت ہوتی چلی گئی۔ اب بھی کبھی کبھی بیماری کا حملہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں تو شدت اختیار کر جاتی ہے۔ چنانچہ آجکل بھی کثرت کار اور گرمی کی شدت کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت ممدوح کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

وقف جائیداد و آمد کے وعدوں کی میعاد ۳۰ جون تک بڑھا دی گئی

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حفاظت مرکز کے چندوں (وقف جائیداد وقف آمد) کے وعدے کرنے اور فہرستیں ارسال کرنے کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۴۷ء تک بڑھا دی ہے۔ جن جماعتوں نے ابھی تک مکمل فہرستیں نہیں بھیجیں۔ وہ فوری طور پر اس طرف توجہ کریں۔ اور جلد سے جلد فہرستیں ارسال کرنے کی کوشش کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

(از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

— ۳ —

بیعت کا علم ہونے پر لوگوں میں بہت جوش پیدا ہوا اور باوجودیکہ عام طور پر مجلس منتظمہ کے اجلاس اتوار کو ہوتے تھے۔ اس کا فوراً اجلاس طلب کر کے آپ کی برخاستگی کا فیصلہ کیا گیا۔ آپ اگلے روز ایبٹ آباد سے ایک ماہ کے لئے قادیان روانہ ہونے لگے۔ ایک پادری کا خط آیا۔ کہ صوبہ سرحد کے تمام مشنوں کے افسر اعلےٰ پادری ڈے جو عربی کے اچھے ماہر ہیں۔ آپ انہیں عربی پڑھانے کے لئے چودہ تاریخ تک پہنچ جائیں۔ چونکہ اگر آپ سیدھے پشاور جاتے۔ تو وقت پر پہنچ سکتے۔ اس لئے آپ پشاور چلے گئے انہیں ایام میں وہاں مشن کالج کھلا۔ اور پادری ڈے جیسے لائق شخص کا استاد ہونے کی وجہ سے آپ کو بھی پروفیسر بنا دیا گیا۔ اور آپ سے کہا گیا۔ کہ اس ملازمت سے آپ انکار نہ کریں۔ پادری ڈے بجائے پڑھائی کے قرآن مجید یا حدیث کی کسی امر کے متعلق بحث چھیڑ دیتا۔ اور کئی کئی گھنٹے انہیں امور کے متعلق گفتگو ہوتی۔ کافی عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن حضرت مولوی صاحب کو خیال آیا۔ کہ انسان کے جو اسباب ہیں بعض دفعہ کمزوری بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ عالم کل تو خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے صرف سوالوں کا جواب دیئے جانے کی بجائے مجھے بھی سوال کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے زبور متّی کے ایک حوالہ کے متعلق دریافت کیا تو پادری صاحب نے کہا۔ کہ دیکھئے اس میں مسیح کی پھانسی کے متعلق داؤد کی پیشگوئی ہے۔ آپ نے حوالہ کا اگلا حصہ پڑھا۔ اس میں ذکر ہے۔ کہ اس کے شکریہ میں میں تیری کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جاؤں گا۔ اور تیری تقدیس اور حمد کروں گا۔ اور شکر بجا لاؤں گا۔ اور تیرے نام پر قربانیاں کروں گا۔ تو نے اپنے بندہ کو نجات دی۔ اس سے پادری صاحب بہت گھبرائے۔ اور کہا کہ یہ حضرت مسیح کے متعلق نہیں۔

اب پادری صاحب کانپنے لگے۔ اور دریافت کیا۔ کہ آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے بتایا۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔ جس کے لئے مجھے اپنی قوم کی طرف سے بہت بڑی رقم دی گئی ہے۔ اور میں نے بہت سے مولوی ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ جو مجھے قرآن مجید سے اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں حوالے نکال کر دیتے ہیں۔ لیکن وہی آیات میں نے آپ سے پوچھنی شروع کیں۔ اور میرے لئے یہ امر حیران کن ہے۔ کہ آپ جو معنی بیان کرتے ہیں ان سے اسلام کی تائید ہوتی ہے مجھے آپ سے مل کر خوشی بھی ہوئی لیکن صدمہ بھی ایسا شدید ہوا ہے کہ شائد میں پاگل ہو جاؤں۔ اس وجہ سے کہ مجھے اس کام کے لئے قوم کی طرف سے بہت سا روپیہ دیا گیا تھا۔ اب میں کیا جواب دوں گا۔ چنانچہ پادری صاحب واقعہ میں پاگل ہو گئے۔ اور علاج کے لئے انگلستان واپس چلے گئے۔ اور جب واپس آئے۔ تو اس صدمہ کی وجہ سے دو تین سال کے اندر ان کے تمام بال سفید ہو چکے تھے۔

حضرت مولوی نور الدین رضؓ نے کچھ سوال پیر مہر علی گولڑوی پر کئے تھے۔ پیر صاحب نے مولوی غازی کے نام پر ایک اشتہار میں کچھ سوالات شائع کرائے۔ اور لکھا کہ پہلے آپ ان سوالوں کا جواب دیں۔ پھر آپ کو سوال پوچھنے کا حق ہوگا۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے ان کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا۔ آپ کی اہلیہ بیمار تھیں۔ اس لئے بیعت کے بعد آپ قادیان نہ آ سکے۔ اب وہ وفات پا گئیں۔ تو آپ پہلی بار موسم گرما کی تعطیلات میں قادیان آئے مسجد مبارک میں حضور نماز کے لئے تشریف لائے اور آپ نے بتایا کہ میں پشاور سے آیا ہوں۔ حضورؑ نے دریافت فرمایا۔ کیا آپ مولوی سید سرور شاہ ہیں۔ اگلے روز سیر میں حضورؑ نے حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے حضرت مولوی سرور شاہ رضؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ جب ان کا اشتہار پہنچا۔ تو میں نے معمولی اشتہار سمجھ کر ایک دو سطریں دیکھ کر رکھ دیا۔ دوپہر کو جب لیٹا۔ تو پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ یہ اشتہار تھا۔ اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی چند سطریں ہی پڑھی تھیں۔ کہ مجھے علم کی بو آئی اور میں نے سارا پڑھا۔ انہوں نے ایسی گرفت کی ہے۔ کہ پیر صاحب ہرگز اس کا جواب نہیں دے سکے۔

ایک دفعہ آپ موسم گرما کی تعطیلات میں ایک ماہ کے قیام کے ارادہ سے قادیان آئے۔ لیکن تین دن گذرنے پر میر مدثر شاہ صاحب رحال مبلغ سیالکوٹ) نے واپس جانے پر اصرار کیا۔ حضرت مولوی صاحب نے کہا بھی کہ آپ واپس چلے جائیں۔ لیکن وہ آپ کو ساتھ لے جانے پر مصر تھے۔ چونکہ ان کا اصرار حد سے زیادہ تھا۔ اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ اس لئے آپ نے ارادہ کیا۔ کہ سردست میں واپس چلا جاتا ہوں۔ وطن سے پھر واپس آ جاؤں گا۔ اگلے دن صبح سب نے حضور سے واپسی کی اجازت چاہی حضورؑ نے حسب معمول کچھ دن اور ٹھہرنے کے لئے کہا لیکن میر صاحب کے اصرار پر چلے جانے کی اجازت دے دی۔ اور سب نے مصافحہ کیا۔ اور حضور اندر تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی صاحب ابھی مسجد مبارک میں ہی تھے۔ کہ حضور پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اس لئے واپس آیا ہوں۔ کہ بارش بہت ہو چکی ہے۔ اور راستہ میں پانی کھڑا ہے۔ آپ کو سواری نہ ملے گی نہیں اور پیدل جانا پڑے گا اور وہ بھی پانی میں۔ اور آپ بٹالہ دیر سے پہنچیں گے۔ اس لئے آپ کھانا کھا کر روانہ ہوں۔

بعد میں میر صاحب نے کہا۔ کہ حضورؑ نے ہمارے فائدے کے لئے یہ بات کہی ہے لیکن ہمارا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ کھانا کھائے بغیر دھوپ نکلنے سے پہلے بٹالہ پہنچ جائیں ہم بھوک برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس ملک کی دھوپ برداشت نہیں کر سکتے لیکن حضرت مولوی صاحب نے حضور کے کہنے کے مطابق فیصلہ کر لیا۔ کہ آپ کھانا کھا کر ہی روانہ ہونگے۔ کیونکہ جو حکم ہمارے فائدہ کے لئے ہے۔ اگر ہم اس کی تعمیل نہ کریں گے تو جو حکم ایسا ہو۔ کہ جس میں ہمیں تکلیف پہنچے۔ اس کی تعمیل ہم کب کریں گے؟ آپ نے میر صاحب کو کہا۔ کہ آپ بے شک جائیں میں نے کچھ کتابیں خریدنی ہیں۔ اور سامان کے لئے گھوڑا کرایہ پر لینا ہے۔ چنانچہ میر صاحب تو روانہ ہو گئے۔ اور آپ نے کھانے کا انتظام کیا۔ اور گھوڑے والے کو تیار ہونے کے لئے کہا۔ چند منٹ بعد ہی میاں محمد اسمٰعیل جو ابھی چھوٹے لڑکے تھے۔ مہمان خانہ میں آئے۔ اور لگے آوازیں دینے۔ "شربت شاہ شربت شاہ"۔ آپ نے سمجھ لیا کہ مجھے بلاتا ہے۔ دریافت کیا۔ کہ شربت شاہ کو کیا کہتے ہو۔ میاں محمد اسمٰعیل نے کہا۔ کہ آپ کو حضرت جی بلاتے ہیں۔ آپ نے اسی جگہ سجدۂ شکر ادا کیا۔ کہ اگر میں چلا گیا ہوتا۔ تو حضور یہ معلوم کر کے خیال کرتے۔ کہ بڑے نافرمان ہیں۔ کہ انہی کے فائدہ کی ایک بات کہی اور وہ بھی نہیں مانی۔

(باقی)

زود نویسوں کی ضرورت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات و ملفوظات اور حضور کی تقاریر قلمبند کرنے کے لئے زود نویسوں کی فوری طور پر ضرورت ہے دوست اس خدمت کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں بہت جلد نظارت دعوت و تبلیغ میں ارسال فرمائیں۔ تعلیمی قابلیت ...

ذیابیطس کی نہایت مجرب اور زود اثر دوا اطبّیہ عجائب گھر قادیان سے طلب فرمائیں قیمت ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوورسیر سکول گورداسپور میں داخلہ بند

بنیاد کی موجودہ سکیم کے پیش نظر حکومت نے اوورسیر سکول گورداسپور بند کردیا ہے۔ جملہ اُمیدواروں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ (ناظر امور عامہ)

ڈیفنس کور (ملٹری پولیس) کی بھرتی

۲۲ سے ۲۷ تک ہو گی

ہروہ نوجوان جو فوج سے فارغ ہوکر آیا ہے اور اس کی عمر ۱۸ اور ۴۰ سال کے درمیان ہے۔ اور ملٹری پولیس میں بھرتی ہونا چاہتا ہے وہ ۲۲ سے ۲۷ تک قادیان پہنچ جائے گذشتہ عرصہ ملازمت اس کا شمار کیا جائیگا ہر قوم کی بھرتی کی تاریخیں علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں۔ ۲۲ سے ۲۷ تک صرف مسلمان نوجوانوں کی بھرتی ہو گی۔

(ناظر امور عامہ)

صحت کی ترقی قوم کی تعمیر ہے

آپ کی بیش بہا ملکیت آپ کی آنکھیں

اگر آپ اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھ کر آنکھوں کے متعلق دواخانہ نورالدینؓ قادیان کا شائع کردہ رسالہ "آپ کی بیش بہا ملکیت آپ کی آنکھیں" مفت منگوائیں۔ انشاء اللہ اس سے آپ کو فائدہ پہونچیگا۔

ہر قسم کی طبی ضرورتوں کے لئے دواخانہ نورالدینؓ کو لکھیں

سرمہ مبارک فی تولہ دو روپے آٹھ آنے

یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے بے حد مفید ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ نورالدینؓ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

640

ایک نہائیت نفع مند کام

پرسین مینوفیکچرنگ کمپنی میں ایک عرصہ سے بجلی کے ٹارچ پنکھے اور دوسری مشینیں تیار ہوتی رہی ہیں۔ اب چونکہ ہمارا ارادہ تھا کہ اس کام کو اور بھی بڑھایا جائے۔ اس لئے ہم نے اس کے مدنظر بہت بڑے پیمانے پر شہر قادیان کے باہر پانچ گھماؤں زمین میں نئی فیکٹری بنوائی ہے۔ جو کہ خدا کے فضل سے اب قریباً قریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہمارا کارخانہ چند ماہ کے اندر اندر وہاں پر چلا جائیگا۔ اور کام وسیع پیمانے پر شروع ہو جائے گا۔ اس کام کو سر انجام دینے کے لئے انگلستان اور دوسرے ممالک سے نئی مشینیں بہت سی آگئی ہیں اور مزید آ رہی ہیں۔ مگر چونکہ موجودہ زمانہ میں ہر کام کو بڑے پیمانہ پر چلانے کیلئے بہت سرمایہ کی ضرورت ہے اور جب تک کہ کسی کمپنی کے پاس اسقدر سرمایہ نہ ہو جتنا کہ ضروری ہو۔ اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا ارادہ ہے کہ اس کمپنی کو دس لاکھ روپے کے سرمایہ کیساتھ پبلک لمیٹڈ کروالیا جائے۔ کل حصہ جات ایک لاکھ ہوں گے۔ اور ہر حصہ کی قیمت دس روپے ہوگی۔ سردست ہر دس روپے کے حصہ میں سے صرف پانچ روپے لئے جائیں گے یعنی اگر کوئی شخص ایک سو حصہ خریدے۔ تو اسے پانچصد روپے ادا کرنے ہونگے گو منافع اسے پورے ایک سو حصہ جات کا ہی ملیگا۔ ابھی یہ سکیم مکمل ہو رہی ہے اور کاغذات بننے کیلئے وکلاء کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کام خدا کے فضل سے بہت نفع مند ہے۔ اور اس کمپنی کے حصہ جات خریدنے کے بہت سے دوست خواہاں ہیں۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ سب کاغذات قانونی طور پر مکمل ہو جائیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ حصہ جات خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ اپنے نام مکمل پتہ اور حصوں کی تعداد سے مطلع کریں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ دوست اس میں سستی نہ کریں۔ کیونکہ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آئیں گی۔ ان ہی کو ترجیح دی جائے گی دوستوں کی آسانی کیلئے ہم نے فارم چھپوائے ہوئے ہیں جو پرسین مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان کے دفتر سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

(صاحبزادہ) مرزا شریف احمد

اکسیر اٹھرا

حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ صاحب شاہی طبیب مہاراجگان جموں و کشمیر کو کون نہیں جانتا۔ جہاں آپ کو روحانی طبیب ہونے کے لحاظ سے کمال حاصل تھا۔ وہاں روحانی طبابت میں بھی یکتا تھے۔ اٹھرا کی بیماری کا نسخہ آپ نے خاص تصرف الٰہی کے ماتحت رقم فرمایا۔ ہم نے یہ نسخہ "اکسیر اٹھرا" کے نام سے تیار کیا ہے۔ جن مستورات کو اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو یا اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں یا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ انکے لئے اکسیر اٹھرا لاثانی دوا ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسقدر اعلےٰ عمدہ اجزاء سے تیار شدہ گولیاں اتنی ارزاں قیمت پر کہیں سے نہ ملینگی۔ اولاد ایسی نعمت کے حصول کیلئے چند پیسے خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔

قیمت مکمل کورس بیس روپے
فی تولہ دو روپے

طبیہ عجائب گھر (رجسٹرڈ) قادیان

اکسیر شباب

یہ دوا نہایت مفید اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اس میں کشتہ سونا۔ مشک اور بہت سی قیمتی ادویہ پڑتی ہیں۔ اس کی تعریف کرنا لاحاصل ہے۔ اس کے استعمال سے ہی اس کی خوبیاں معلوم کی جا سکتی ہیں۔ نہایت مقوی ادویہ سے اس کو ترتیب دیا گیا اور تمام اعضائے رئیسہ کی طاقت کا اس میں خیال رکھا گیا ہے قیمت فی شیشی سات روپے علاوہ محصولڈاک

دواخانہ خدمت خلق قادیان

سپاری پاک

کثرت طمث زیادتی حیض سیلان الرحم سفید رطوبت آنا اور ان کے خطرناک نتائج کے دفعیہ کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں۔ مستورات کی جوانی و تندرستی کی حقیقی محافظ ہے۔ قیمت فی پاؤ چھ روپے۔ طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری خبریں

گورنر صوبہ سرحد رخصت پر جارہے ہیں

پشاور ۱۸ جون ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سر اولف کیرو گورنر صوبہ سرحد دو ماہ کے لئے رخصت پر جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے جو خط و کتابت کی تھی اسے شائع کر دیا گیا ہے۔ گورنر سرحد نے ۱۳ جون کو وائسرائے کے نام ایک خط ارسال کیا۔ جس میں آپ نے لکھا کہ صوبہ میں استصواب رائے عامہ کے سلسلے میں میں نے اپنی پوزیشن پر غور کیا ہے۔ مجھ پر بعض حلقوں میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ میں جانبداری سے کام لیتے ہوئے ایک پارٹی کی خاص مدد کر رہا ہوں۔ اگر اس الزام میں کچھ بھی صداقت ہو تو مجھے بلاشبہ موجودہ عہدے سے فارغ کر دینا چاہیئے۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ الزام بے بنیاد ہے۔ تاہم میرا خیال ہے کہ اہم سیاسی امور کے پیش نظر اگر ریفرینڈم کے ایام میں میری بجائے کوئی نیا گورنر صوبہ میں کام کرے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ وائسرائے ہند نے اس مکتوب کے جواب میں گورنر صوبہ سرحد کو لکھا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ پر جانبداری کا الزام قطعاً بے بنیاد ہے۔ تاہم جس مقصد کے پیش نظر آپ دو ماہ کے لئے رخصت پر جانا چاہتے ہیں۔ اسے میں پسند کرتا ہوں۔ میرے نزدیک آپ نے ہمیشہ سرحد میں بلا امتیاز مذہب و ملت عوام کی خدمت کے جذبہ کے ساتھ کام کیا ہے۔ جس کی میں قدر کرتا ہوں۔

عبدالغفار کی مسٹر جناح سے دوبارہ ملاقات

نئی دہلی ۱۹ جون۔ کل رات کو مسٹر محمد علی جناح کی کوٹھی پر عبدالغفار خاں نے آپ سے دوبارہ ملاقات کی۔ جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ ملاقات کے بعد مسٹر جناح نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ میں نے سرحد کے کانگرسی لیڈر سے کھلے دل سے بات چیت کی ہے۔ یہ بات چیت ابھی جاری رہے گی۔ امید ہے عبدالغفار خاں پشاور جاکر اپنے رفقاء سے مشورہ کریں گے اور پھر مسٹر جناح سے مزید گفت و شنید کریں گے۔

گاندھی جی نے اس سلسلے میں ایک بیان میں کہا۔ عبدالغفار خاں کی مسٹر جناح سے گفت و شنید ابھی جاری رہے گی۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ یہ کامیاب رہے۔ آپ نے کہا ملک کی تقسیم کے بعد اب مسلم لیگ اور کانگرس کو دوستوں اور بھائیوں کی طرح باہمی تعلقات قائم کر لینے چاہئیں اور دشمنی کے خیالات نکال دینے چاہئیں۔

پاکستان اور ہندوستان کو درجہ نوآبادیات دینے کا بل

لنڈن ۱۸ جون۔ رائٹر کے سیاسی نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کو درجہ نوآبادیات دینے کے لئے جو بل پارلیمنٹ میں پیش ہونے والا ہے آجکل برطانیہ کے آئینی ماہرین اس پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد یہ بل برطانوی کابینہ کے سامنے رکھ دیا جائیگا۔ اس سلسلے میں پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں کی مخالف پارٹیوں کے راہنماؤں کو نیز وائسرائے ہند کو بھی بل کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ جولائی کے اندر اندر یہ بل قانون کی صورت اختیار کر جائے۔ جب ملک معظم کی طرف سے اس کی منظوری مل جائے گی۔ تو دارالامراء میں باضابطہ طور پر اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اس موقعہ پر دارالعوام کے ممبروں کو بھی دارالامراء میں آنے کا موقعہ دیا جائے گا۔

کل دارالعوام میں لنکا کو درجہ نوآبادیات دینے کے لئے بعض تجاویز کا اعلان بھی کیا گیا۔ اس سلسلہ میں لنکا کے گورنر نے لنکا میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا لنکا برسوں سے جس منزل کی طرف جا رہا تھا وہ اب بالکل قریب ہے۔ برطانیہ جلد ایسا اقدام کرنے والا ہے۔ جس سے لنکا کے عوام کی امنگیں پوری ہو سکیں۔

وائسرائے ہند کشمیر میں

سری نگر ۱۸ جون وائسرائے ہند لارڈ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کشمیر پہنچ گئے ہیں۔ مہاراجہ کشمیر۔ وزیر اعظم کشمیر اور ریاست کے دیگر اعلیٰ حکام نے انکا خیر مقدم کیا۔

سات کروڑ گز کپڑا

نئی دہلی ۱۸ جون۔ ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ حکومت ہند نے جاپان سے سات کروڑ گز کپڑا منگوانے کا انتظام کیا ہے یہ کپڑا غالباً دو ماہ تک ہندوستان پہنچ جائے گا۔ اور ریاستوں اور صوبوں کو تقسیم کرنے کے لئے ٹکسٹائل کمشنر کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ توقع کی جاتی ہے یہ کپڑا پہنچنے پر ہندوستان میں کپڑے کی دقت دور ہو جائے گی۔

مصر کا مطالبہ

قاہرہ ۱۸ جون۔ مصر کے وزیر اقتصادیات نے اعلان کیا ہے کہ حکومت مصر نے مجلس امن میں یہ غیر رسمی عرضداشت پیش کی ہے کہ ۳۶ء کے معاہدہ کے بارہ میں انگلستان اور مصر کے تنازعات کی تحقیقات کی جائے۔ عرضداشت میں مندرجہ ذیل مطالبات کئے گئے ہیں (۱) وادی نیل سے برطانوی فوجوں کا اخراج (۲) سوڈان کا تخلیہ اور اس کا وادی نیل سے اتحاد۔

پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر

نئی دہلی ۱۸ جون معلوم ہوا ہے کہ برطانوی حکومت بہت جلد ایک اور ہائی کمشنر کے تقرر کا اعلان کرنے والی ہے۔ یہ برطانوی ہائی کمشنر پاکستان میں برطانوی مفاد کی نگرانی کرے گا۔ اسکا صدر مقام کراچی ہوگا۔ توقع ہے کہ ٹریڈ کمشنر کا تقرر بھی اس سلسلے میں کیا جائیگا۔

لاہور ۱۸ جون حکومت پنجاب نے پنجاب میں فرقہ وارانہ بدامنی اور اس کے متعلق تمام خبریں اشاعت سے قبل سنسر کرانے کے حکم میں مزید پندرہ دن کی توسیع کر دی ہے۔

غرباء کو اپنے نفس پر ترجیح دیں!

فرمایا "یاد رکھو! مومن بھوک اور تنگی کے وقت غرباء کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں۔ درحقیقت ایمان کے لحاظ سے یہی مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے"۔ (۲) "مصیبت کے وقت جو لوگ اپنا مال دوسروں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے اللہ تعالےٰ اپنے قرب کی راہیں کھولتا ہے"؟

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ ہر سال جن نادار، یتیم، مساکین اور بیواؤں اور معذور لوگوں کی غلہ کی صورت میں امداد فرماتے ہیں۔ اس کے لئے آپ سے مطالبہ ہے کہ اگر آپ اپنے گھر میں غلہ خرید کر کھاتے ہیں۔ یا آپ کی زمین کی پیداوار گھر کے سالانہ اخراجات کے برابر ہے۔ یا کم ہونے کی وجہ سے خریدتے ہیں۔ تو آپ کو اپنے گھر کے سال کے خرچ میں سے چالیسواں حصہ غرباء کے لئے دینا ہے۔ اگر آپ زمیندار ہیں۔ اور نہری علاقہ کے مربعے بھی ہیں۔ تو آپ کو اپنی کل پیداوار گندم پر حساب کر کے سوواں حصہ دینا چاہیئے۔ لیکن اگر آپ کو اللہ تعالےٰ نے مال زیادہ عطا فرمایا ہے۔ تو آپ اپنی توفیق اور طاقت کے مطابق غرباء کی زیادہ امداد کریں۔ مگر جماعتوں کے عہدہ دار اور براہ راست وعدہ کر کے ادا کرنے والے احباب نوٹ فرمائیں۔ کہ جہاں وعدوں کی فہرستوں کا مکمل ہو کر براہ راست حضور کے جلد تر پیش ہونا ضروری ہے وہاں اس فنڈ کی رقم بھی حتی الوسع ساتھ ہی آجانی چاہیئے کیونکہ خرید گندم کا وقت یہی ہے دفتر اول کے تیرھویں سال۔ یا دفتر دوم کے سال سوم کا وعدہ کرنے والے تو جانتے ہی ہیں کہ ہمارے روپیہ سے بیرون ہند میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ اس لئے اپنے وعدہ کا فوری ادا کر دینا ہمارے لئے ازبس ضروری اور لابدی ہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تصحیح مورخہ ۱۹ جون کے الفضل صفحہ ۶ پر قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کے مضمون نشان صداقت میں کتابت کی بعض غلطیاں ہو گئی ہیں۔ پہلی سطر میں ۱۹۰۵ء کے بجائے ۱۹۴۵ء چھپ گیا ہے۔ اور سطر ۲۳ میں "گھبرا کر اٹھا" کی بجائے "گھبرا کر آئی" چھپ گیا ہے احباب تصحیح کر لیں۔

درخواست دعا: میرے حقیقی بھائی میر عبدالرشید صاحب ڈیرہ دون میں سخت بیمار ہیں احباب دعائے صحت کریں۔ میر عبدالحمید